

# عِرْفَانٌ تَحْيِيرٌ

الْحَاجُ سَيِّدُ تَحْيِيرٍ شَاهٌ وَآمُشْتِي  
دِيوَنِي شَرِيفُ

حضرت سید حسن السلام

عرف میں بالکل رحمت

الله علیہ کس حلق سے

کس وارثہ کی ہے

پیغمبر ناوش کس کن حو

کہ انک سید بوس

گزروت س ایس وقت کی

کامل درس عالم ماعمل

ولی فخر حوالہ داخل

سلسلہ حضرت عبداللہ

شاد شہد رحمۃ اللہ

علیہ سے س لکھ اساز

حدود کراچی سی ال کا

مرادیہ

یہ کام وارت یاک علام

توار عظیم اللہ ذکر، کی

حکم بر کیا گیا اس کام کو

کوئی دارش ایس جلت

سوپ گر کیے تو پس

حکم مرشد کا ورثکاب ما

کرے اگر کوئی بھی

شخص ہے کہی کے اس

بی بی ڈی ایف سائی تو

مل لیجی گا کہ یہ

جھوٹ بول بے غلام کا

کام علام کرنا بے بھی

مرشد کی حکم کی

فعیل گرنا بے یا کہ

تعربی اور وادہ ولی وصول

کرنا

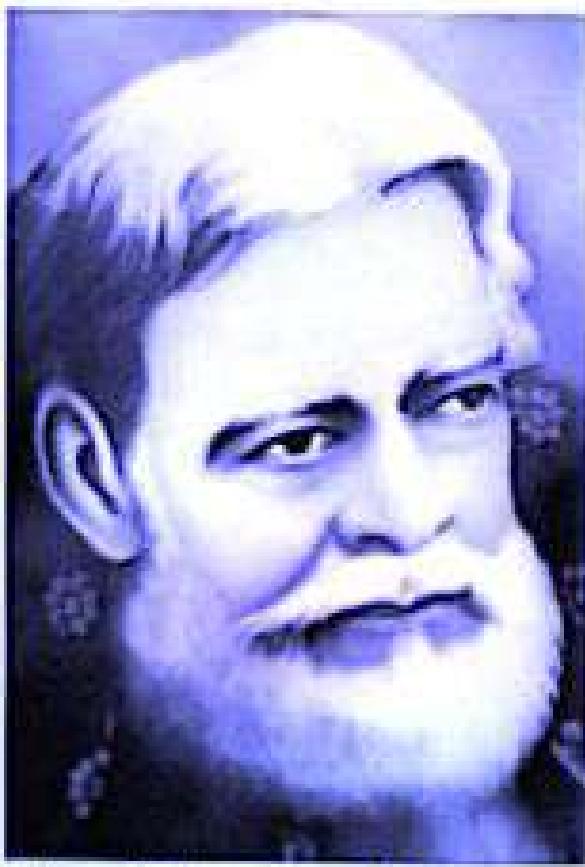
برائی مہربانی سے

دارشون بر حکم مرشد کی

ایقاع لازم ہے جھوٹ

بولیے اور وادہ ولی سے ہر

بیز کوئی شکنہ



ابن القاسم رضی اللہ عنہ محدث مسلم بن حنبل محدث مسلم بن حنفیہ محدث مسلم بن حنفیہ



# عَوْنَانَجَّيِه

الْحَاجُ سَيِّدُ تَخِيرَ شَاهُ وَآرَثِيٌّ. دِيوُيٌ شَرِيفٌ  
ضَلْعُ بَارَهُ بَنْكِيٌّ - يُوبِيٌّ  
(بَهَارَت)

تَيْمَتْ: سَمْجَسْ ۲۵ روپے

# حصول خیر بگت کیلے

اس کتاب کی ابتداء سرکار عالم پناہ کی سیرت و  
سوانح سے کی جا رہی ہے

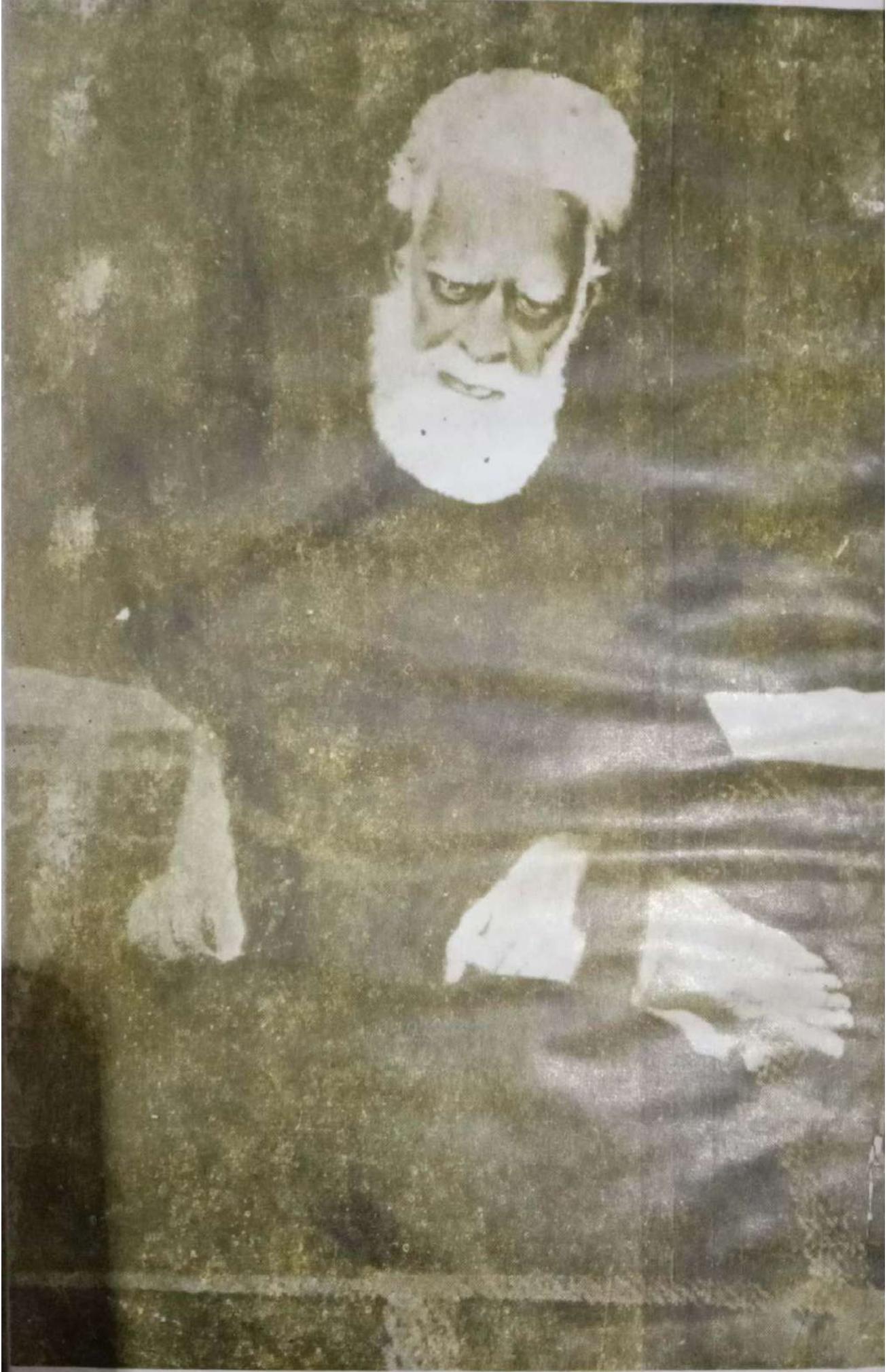
اہم گرامی:- حاجی حافظ سیدوارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ الرفیعۃ

مقام ولادت:- دبوہ شریف، ضلع بارہ بنگلی۔ یوپی

تاریخ ولادت:- یکم رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

تاریخ وصال:- یکم صفر ۱۳۷۳ھ بروز پیشنهاد

وقت میجے صحیح پر مطابق ۱۹۰۵ء



حضرت سید وارث علی شاہ سرکار و ارت پاک

# شجرہ نسب

حاجی سید نادر شاہ علی شاہ ابن حافظ حکیم سید قربان علی شاہ  
 ابن سید سلامت علی شاہ ابن سید کرم الدشراہ  
 ابن سید زین العابدین ابن سید عسما شاہ  
 ابن سید عبد الواحد ابن سید عبد اللہ شاہ  
 ابن سید علاء الدین اعلیٰ بزرگ ابن سید عزیز الدین  
 ابن سید اشرف الب طالب ابن سید محمد محروم  
 ابن سید ابو القاسم ابن سید علی عسکری  
 ابن سید ابو محمد سید محمد جعفر  
 ابن سید محمد مہدی ابن سید علی رضا  
 ابن حضرت قاسم حمزہ ابن حضرت موسیٰ کاظم  
 ابن حضرت امام جعفر صادق ابن امام حضرت باقر  
 ابن سید زین العابدین ابن سیدنا امام حسین  
 ابن سید علی رضی سیدہ فاطمہ الزہرا بنت  
 حضرت سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

# مسرکار عالم پناہ کے مختصر حالات نہیں مددگاری

از مولانا ناصر نمر صیفی دارثی حصہ

جس طرح مادی دنیا کی تیرگی و تاریکی دُور کرنے کے لئے پروار دگا عام  
نے شمس و قمر، بخوم و کواکب تخلیق فرمائے ہیں۔ اُسی طرح عالم ردعہانی، اور قلیم  
دل پر چھپائی ہوئی ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے انبیاء، اور مُرسلین دُنسیاں  
نشریف لائے رہے۔

چونکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بن الکربلا مبعوث  
فرمائے گئے ہیں۔ اور اب دُنیا میں کوئی نبی اور رسول بن الکربلا بھیجا جائے گا۔ اس  
لئے رُشد و ہدایت کا کام اولیائے کاملین کے سپرد کر دیا گیا۔  
میں جس ذاتِ گرامی کا ذکر کرنے جا رہا ہوں، ان کے تعارف کے لئے  
زمیرے پاس علم ہے، نہ قلم میں روانی، ان کا کیا کہنا۔ جن کے کرم کا سمندر  
ناپیدا کنار ہے، جن کا مرتبہ عقل و فہم کی سطح سے بالاتر ہے، جو دارثی علوم  
انبیاء ہیں، جو اولاد رسول ہیں۔

سرکار دارث پاک گذشتہ صدی کے دہ عارف بالغ ہیں جن کی زندگی  
کے حالات و واقعات پڑھنے کے بعد انسانی فہم اس بات کو سمجھنے سے غاصر  
ہے کہ آپ کس مرتبہ کے بزرگ ہیں۔ دیارِ الحضوں میں دیوبہ شریف رہماں سرکار آرما  
فرما ہیں، آج بھی کر درڑوں فرزندانِ توحید کا مرکزِ عہدیت ہے اور روذ آنے

آستانہ عالیہ پر حاجتمندوں کا ہجوم اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ حاجت ردا آج بھی اہل عقیدت و محبت کی حاجت روائی فرار ہا ہے۔

پانچ برس کی عمر شریف میں تقریب بسم اللہ خواں ہوئی اور صرف دو سال کی مختصر تدیدت میں پورا کلام پاک مکمل حفظ فرمایا۔ دران تعلیم میں آپ مکتب اس شان سے جایا کرتے تھے کہ قرآن حکیم سر پر ہوتا۔ بھی آپ نے قرآن پاک کو نسل میں نہیں دبایا۔ یہ خداداد ذہانت بھتی جس پر اہل مکتب کو رشک اور معلم کو تجہیز ہوتا تھا۔

چنانچہ مولانا سید منظہ عسلی شید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت سیدنا خادم علی رضا سے ارشاد فرمایا کہ آپ نے ایک شیر کو میرے پرڈ کر دیا ہے۔ ان کے کوششے حیرت انگیز ہیں۔ گوئی میرا دب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ اس عالم طفولیت میں ان سے جو باتیں ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں وہ کالمیں میں بھی کم نظر آتی ہیں۔ میری سمجھی میں نہیں آتا کہ اس پڑھئے پڑھائے بچے کو کیا پڑھاؤں۔ یہ تو لکھتا ہے۔ پڑھئے کھے پیدا ہوئے ہیں۔ الغرض مختصر سی مدت میں آپ نے تمام علوم حقلیہ و نقلیہ پر مکمل و سرس محاصل کر لی۔

آپ کی آنکھیں بچپن سے سرخ اور اشک بار رہا کرتی تھیں جن پر اکثر اکشہب حشم کالمان ہوتا تھا۔ آپ دُد دُد چار چار دُر زگھر سے غائب رہا کرتے تھے۔ اور لاش بسیار کے بعد کسی باغ یا صحرائی ملتے۔ صخرسی کا ایک دائعہ ملاحظہ ہو۔

ولیہ شریف میں حضرت کنز المعرفت سیدنا عبد المنعم المعروف برشاہ ولایت کا آستانہ ہے۔ وہاں حضور نے ایک در دش کردی کجا جاوہی آنکھیں بن کئے تصور میں مشغول تھے جب وہ اپنی حالت سے ہمیشور ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کیا کر رہے تھے انہوں نے کہا۔ صاحبزادے بزرگ شیخ کا انتور کرتا تھا۔  
آپ نے فرمایا انھیں تو بند کر لی تھیں دیکھتے کیا۔ آپ نے ہمیں سامنے کانے خیلے  
آنھی فہم و فی الآخرۃِ عینی اگر شوق کامل اور طلب صادق ہو تو ہر ذرہ ہیں یا رکا  
جوہ لنظر آ سکتا ہے

ایام طفولیت میں ہو واصب سے تقریب جو دسنا، محبوب مشتمل حق گئی دصدھت  
اوڑھنا بچپونا۔ اگر کوئی کھیل پنڈھتا تو وہ یہ بتا کر بچوں کو بلا کر شیرینی تقسیم فرماتے اور اپنے  
ہمدرد سنوں کو عشق الہی کی ترغیب دیتے یہ بھی عجیب قانون قدرت ہے کہ جنہوں  
قدسمیہ کو قدرت عظیم کام کے لئے جوں لیتی ہے ان کے سروں سے والدین کا سایہ اٹھ  
لیا جاتا ہے۔

چنانچہ سرکار عالم پناہ کی عمر شریف تین سال کی بھی نہ ہو پائی تھی کہ والد محترم  
کو اسایہ سرے اٹھا گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد والدہ ماجدہ بھی رحلت فرمائیں۔  
تقریباً پندرہ سال کی عمر شریف میں آپ نے پہلی بار حج بیت اللہ کا قصد فرمایا۔  
لوگوں کا بیان ہے کہ اس مختصر سی عمر میں عشق رسول کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی آپ  
کے رو برو مدنیہ کا نام لے لیتا تو انھیں نہ ناک ہو جاتیں اور بے قرار ہی بڑھ جاتی۔  
بھی وجہ ہے کہ اس کم سنی کے عالم میں دیار محبوب میں جانے کے لئے آمدہ ہو  
گئے بخاری و روزی یا آبلہ پائی کا خیال مانع سفر کیوں کر ہوتا کہ عاشقان رسول کے پاکیزہ  
جنیابت خود خضریاہ ہوا کرنے ہیں۔

اس طرح آپ نے تقریباً سترہ حج ادا فرمائے ہیں۔ بارہ سال تک مسلسل پویا  
دنیا کا پسیل سفر فرمایا اور بفرمان الہی قل سیر و فی الآخرۃ کے تحت قدرت کی  
نظامیں کو لااحظہ فرماتے رہے۔

حج بیت اللہ کی پہلی حاضری آپ نے اپنے جسم مبارک پر جواہر امام باندھا وہ

ساری زندگی کے لئے مُستقبل بہاس کی حیثیت اختیار کر گیا۔ ایک جوڑا کے علاوہ کبھی دوسرا جوڑا پاس نہیں رکھا۔ ایک مدت دراز تک روزوں کے پابند رہے شکم مبارک روڈ مال سے کسا ہوا رہتا تھا کبھی کبھی پتھر بھی باندھتے دیکھا گیا، گوشت، اینڈا، مچھلی، گھنی، پیاز، ہسن وغیرہ ایک عرصہ دراز تک استعمال نہیں فرمایا۔ نکلفات داماش کے نام سامان ترک فرمادیئے۔ یہاں تک کہ کبھی چار پانی پر پشست نہیں فرمائی اور نہ کبھی سر کے نیچے تکریہ استعمال فرمایا۔

اپنے دست مبارک گورے کے نیچے کچھ اس طرح رکھ کر آرام فرلتے کہ اسم محمد کی زندہ تصویرین جاتے۔

### یا من بالمال رعنائی خود تماشا و خود تماشا

چھتیس سال سے چالیس سال کی عمر تک آپ کو کبھی بوقت شب آرام فرماتے نہیں دیکھا گیا۔ اور نہ کسی سے تفتگو کی۔ تمام شب کھڑے ہو کر لزاں پڑھا کرتے تھے آپ کو اخفا بہت لپندر تھا۔ اپنی عبادتیں ریاضتیں کسی کو دکھا کر ادا نہیں فرماتے تھے صُن و جمال تو ایسا پایا تھا کہ پہلی مرتبہ جو بھی دیکھتا ناہیں جمال سے گردل جھکا لیتا، اور جدھر سے آپ کا گزر ہوتا راستے نہ کہ اٹھتا۔

میلاد شرعین کے انعقاد سے بہت سر دہوکرتے تھے اور خاص ذوق دشوق کے ساتھ ترکت فرماتے تھے، امگر یہ سب سرکار عالم پناہ کے زمانہ ثباب کے احوال ہیں۔ آہستہ آہستہ اس فراق و محنت کا ایسا غلبہ موکل بقول جگہ مرا آبادی ہے

فرصت کہاں کہ جھپٹ کریں آسمان سے ھم

لپٹے پڑے ہیں لذتِ در دنہاں سے ھم

کے مصلحت ہو گئے۔ افڑپن سرکار عالم پناہ کا پورا وجہ دسرنا پار حمت ہمی رحمت

او رائیہ جمال الہی تھا۔

کہاں تک داقعات دکرات بیان کئے جائیں ہیں نے شروع میں عرض کیا ہے  
کہ خفتر سوانح حیات ہے مکمل و مفضل کے لٹائیک دفتر درکار ہے  
جمال یاد کی رنگینیں یاں ادا نہ ہوں  
ہزار کام لیا ہم نے خوش بیانی سے

حضور انور کی حیات ظاہری کا وہ دور، جو ہمہ وجہ ایک حقیقت و معرفت  
کا درجہ ادرجیں نے عالم روحاںیت و حکایت کا پرچم بلند فراہیا۔ او را اپنی گلی میں  
شاہرہ طلاقیت کا مشاہدہ کرایا۔ ایک دن ہماری ظاہری نگاہوں سے نہاں ہو گیا  
خداۓ وجہہ لا مشرب کی ایک تخلی جو شکل بشریں ظاہر ہوئی تھی ایک عالم کو حیران و  
شمشد رہنا کر، اور ذات و صفات کے کریمے دکھا کر اسی پر دہ ذات میں پہنچا  
ہو گئی جو ردِ حافی سر بلندیوں کا مرکز ہے۔

یعنی ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء کو صحیح مصادق کے وقت ۳

نچ کر ۱۷ منٹ پر سرکار اپنے حقیقی معبود سے جاتے ہے  
اب اسے کہاں پاؤں ڈھونڈھنے کہاں جاؤں  
منہ چھپا لیا اس نے صورت آشنا ہو گئی  
کلامات کا حصہ مذف کر کے سرکار عالم پناہ کے کچھ اقوال ذریں نذر قارئین کر  
رہا ہوں۔

۱) نقیروہ ہے جو کسی کے آگے نہ پھیلائے۔

۲) اس کا نامات کا نام دنیا نہیں۔ بخشدت کا نام دنیا ہے۔

۳) ایک رنگ رب ہے، اور جب فاقہ ہوں تو ضبط کرے۔

۴) فقیر کو کسی سے ناراضی نہ ہونا چاہیے۔ اس سے مطلب ہیں کہ کون خوش

بے اور کوئی ناخوش۔

دنیا کی محبت بری چیز ہے۔

ایک صورت بکپڑلے اوہی قبریں، وہی حشریں، وہی مرتے وقت کام آئے گی۔

جب انسان اپنے دم پر قائم ہو جاتا ہے تو اٹھا رہہ ہزار عالم اُس کے سخت آجائے ہیں۔

بڑی فقری یہ ہے کہ دس آدمیوں کو روٹی دے کر کھلتے۔

مرید اونا چاہئے۔ مرید یہ تو پیر کے سینے پر سوار ہو کر لے سکتا ہے۔

پریدل گور حسی مرید تو بہت لئے ہیں مگر مرادِ قسم سے ہاتھ آتا ہے۔ جیسے خواجہ الجسید کو غوث پاک، خواجہ عنزان، وغیرہ نواز، باقسطب، وفظاً، الدین، علام الدین کو شمس، حبوب الہی کو امیر خسرد، محمد دم بہاری کو مظفری

عاشق کا مرید ہے ایاں نہیں مرتا۔

علم اور چیز ہے عشق اور چیز، جہاں عشق آجائے دہاں علم و عمل کا کام نہیں رہتا۔

منزلِ عشق میں ذات صفات ہو جاتی ہے۔ اور صفت ذات۔

جو کچھ عاشق نے ملبوث کی نسبت کیا وہ بجا درست ہے۔

نقشِ کم مشارک زیادہ ہوتے ہیں چوں کہ منزلِ عشق و شوارگذار ہے اس سے طالب اس راستے کو کم سپند کرتے ہیں۔

محبت میں انتظام نہیں، جہاں محبت نہیں اداں انتظام ہے۔

عاشق کے مرید کا انعام خراب نہیں ہوتا۔

عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے۔

(۵)

(۶)

(۷)

(۸)

(۹)

(۱۰)

(۱۱)

(۱۲)

(۱۳)

(۱۴)

(۱۵)

(۱۶)

(۱۷)

(۱۸)

- جو کچھ ہے نگاہ ہے، باقی جھگڑا دکھانے کی چیز ہے اگر سگاڈ نہیں تو خاک  
نہیں، دنیاداری دو کانداری ہے۔ ⑯
- محبت ہو تو ہم ہزار کوس پر تھارے ساتھ ہیں۔ ⑰
- محبت میں بے ادبی بھی عین ادب ہے۔ ⑱
- آدمی جب تک عشق میں کافر نہیں ہوتا مسلمان نہیں ہوتا۔ صاحب  
توحید ہونا آسان۔ لگر صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔ ⑲
- جس کی نظر دوست پر ہے اُس کا کوئی دشمن نہیں۔ ⑳
- وغیرہ وغیرہ

# پیش لفظ

## تولنگ فیضی وارثی

شاعری ایک فن ہے اور انہیاں کی لطیف فن۔ فن کا ایک اہم مقصد فکرانگیزی اور قوائے عقلیہ کو محیک کر کے اُس سے مفید تر کام لینا ہے۔  
شاعر حسن ازل کی سحر طرازیوں اور جلوہ باریوں کو اپنے فن کی گرفت میں لانا چاہتا ہے۔ پھر ایک ایسا شاعر جو عالم دین کے ساتھ صوفی اور فقیر بھی ہو تو اُس کی شاعری دو انشہ ہو جاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب موسوم بِ عرفان تحریر اسی قسم کا ایک دیوان ہے جو اسم باسمی نظر آتا ہے۔

حضرت تحریر شاہ دارثی دیوبہ مشریعیت کے رہنے والے میں اور سرکار عالم پنا کے دوست اور ہزار جناب غلام علی صاحب عرف تحسینیہ مبار، رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں۔ موصوف، جہاں علوم عقلیہ و نقليہ کے ذاصل ہیں، وہ میں منزل عیشت داہی کے مسافر بھی۔ آپ کی آداز میں کھنک، لہجہ میں درد اور طبیعت میں سوز دگد اداز اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی معشوق ہے اس پر دہ زنگاری میں چانخ پہ موصوف کی شاعری میں آپ خود محسوس کریں گے کہ جو کچھ کہا دہ یا تو دارث قلبی ہیں یا اصلیت پر مبنی حقائق۔

بہر حال میں فے جو کچھ دیکھا اور سمجھا، وہ یہ کہ سرکار وارث پاک سے گھرے

لگاؤ کی بنابر موصوف کی ذات بے شمار خصوصیات کی حالت ہو گئی ہے۔ آج بھی اس شخص  
وتوانائی کے عالم میں جب کبھی اپنا کلام مترجم لب و لہجہ میں پڑھتے ہیں تو ایک بہر کے غصت  
سمان باندھ دیتے ہیں اس میں کوئی مشکل نہیں کہ سرکار عالم پناہ کی نظر عنایت نے  
حضرت تاجیر شاہ داری شکو فخر و سخن، علم و شعور، عشق و آہگی، طیب و حکمت۔ جیسی  
دولت سے نواز دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت بنارت خود مرچ خلائق اور مرکز  
نگاہ بن گئی۔

یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب موصوف سے پہلی بار میری ملاقات جمیشید پور میں  
جانب یونس داری صاحب کے مکان پر ہوئی۔ میرا پناہ مزاج یہ ہے کہ جلد بزرگان سلسلہ  
سے پڑی تحدیدت و محبت کے ساتھ ملا کرتا ہوں۔ چنانچہ ان سے بھی ملنے کیا، لیکن میں  
نے پہلی ملاقات میں میں نے جو کچھ محسوس کیا وہ یہ تھا کہ ان کا طریقہ تبلیغ اچھا اور ان کا  
پیر کامل ہے۔ خود موصوف کے اندر کشش میں نے پائی اس سے قبل کہیں اور نظر نہ  
آئی تھی دل کی کیفیت عجیب تھی یہاں لگ رہا تھا جیسے یہ دل اپنا ول نہ ہو۔ بہر حال فل  
پہلی بار درد او رکھ کے آشنا ہوا تھا اس لئے ہے ساختہ جی چاہا کہ ان کا حلقة گوش  
اور دست گرفتہ ہو جاؤں مگر اس وقت میری حیرت کی انہتائی رہی جب آپ نے  
بڑی صفائی سے فرمایا کہ مولانا میں آپ کا پیر نہیں بن سکتا۔ آپ کے پیر تو سرکار دار ارش  
پاک ہی ہوں گے۔ ہاں ذریعہ اور وسیلہ میں ضرور بن جاؤں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ  
ذریعہ اور وسیلہ تو سب کچھ ہے بغیر اس کے کامیابی ناممکن ہے۔

چنانچہ لات کے ڈھانی بجے میں آپ کے ذریعہ سے داخل سلسہ دار شیہ ہوا اور  
آن مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہوتا ہے کہ میں داری ہوں، داخل سلسہ ہونے کے بعد میر کا  
نے عالم روپیا میں کہیا دکھایا اور میں نے کہیا پایا۔ اس کا انہار صفحہ فقر طاس پر مناسب  
نہیں۔ یہ کچھ ہے کہ جس کا حصہ جہاں ہوتا ہے وہاں پہنچا دیا جاتا ہے۔

پس تو یہ سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب قبلہ پرے لئے ہی جمیل پور کھیج گئے تھے اور ہر شخص بزرگ خوش بی سمجھتا ہے۔ اور آج یہ عالم ہے کہ ہزاروں افراد جمیل پور اور اس کے گرد و نواحی کے داخل سندھ وارثیہ ہو کر سرکار عالم پناہ کے نیوپش و بركات سے مالا مال ہو رہے ہیں اور چونا شاہ کا لونی۔ آزاد بھگر، مانگو، جمیل پور میں جا ب یونیس صاحب وارثی کامکان جہاں موصوف قیام پذیر ہوا کرتے ہیں مرتع خاص و عام بن گیا ہے۔

ان میں جہاں مسلمان ہیں وہیں غیر مسلم حضرات بھی ہیں۔ مثلاً پنجابی، مارداڑی۔  
بنگالی اور بوجہن وغیرہ۔ اس طرح بے شمار فاتح اور دشمن کے ماننے والے جنکی زبان  
ہر کبھی دیلوی کا نام نہیں ہے اگر یہ لوگ اتحاد بھیجتے تو کسی نام کو حرمہ جمال نہ  
ہوئے ہیں تو وہ ہے ٹیاوارث۔  
اُن میں چند مخصوص حضرات کے اسماء تحریمی درج ذیل گرتا ہوں۔ مثلاً پارس  
والی جو سکھیا سنگھ کے صاحب زادے ہیں۔

ام جست ملکہ داری یہ سکھ داری تعلق رکھتے ہیں اور صرکار عالم پناہ کے بے پناہ  
میڈیا ہیں جس کمپنیش داری یہ کوہاٹ آئس کوئی فیکٹری کی مالکیت ہیں اور صرکار عالم پناہ  
کے بے پناہ میڈیا ہیں اسی طرح کے بہت سے نام ہیں کہاں تک بیان کیا جائے۔  
محض وہ محل میں ایک مرتبہ لئکھ لائسنس ابھی فشریفہ لے جاتے ہیں وہاں جی  
آپ کے ذریعہ یہ شمار لوگ داخل سلسہ دار شہر ہے ہیں ان چند عخصوص لوگوں کے  
اسانے گرامی اس طرح ہیں، قاسم داری، نظام داری، عبدالوحید داری، خزانچی حدا  
طی، عجل لاطیف داری وغیرہ وغیرہ۔

الظرف یہ تھا بہت طویل ہو جائے گا اگر میں جمیشید پور کے طارثی حضرات کی داستانِ حیات اور وادا زندگی انفرادی طور پر بیان کروں۔ سرکار عالم پناہ

کی ذرہ نوازی کا اعتراف دارثی کو ہر اور ہونا بھی چاہئے۔  
 یہ مجموعہ کلام جب آپ کے ہاتھوں میں ہو گا تو آپ کو خود اس بات کا اندازہ  
 ہو جائے کہ تم دارثی نے غلوٹِ محبت سے کام لیا ہے یا حقیقت کا انکشافت کیا ہے  
 کلام خود ہی بتادے گا کہ بتا عکس مقام سے کہہ رہا ہے۔  
 بہر حال زیرِ نظر مجموعہ میں اگر کسی طرح کی کوئی کمی نظر آئے تو اسے ناچیز کی تسلی  
 پر محمول کیجئے گا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے کسی کتاب کو مرتب کرنے کی ذمۃ داری  
 قبول کی ہے۔ اور الغول کے ۔

سُپرِ دم بہ تو مایہ خوش را  
 تو دانی حسابِ کرم دیش را  
 شاہ صاحب قبلہ نے سارا سرایہ میرے حوالے کر کے مرتب کرنے اور چھپوانے  
 کا خلیم بوجھ اس ناتوال کا ندھے پر ڈال دیا ہے۔ چنانچہ اسی بے بنیاعتی، اور کرم ایسی  
 علم کا احساس ہوتے ہوئے بھی نے اس کی ترتیب کا کام سرکار کا نام لے کر  
 شروع کر دیا۔ اور مجھے بے پناہ مرست ہے کہ سرکار کے کرم سے یہ کام پایہ تکمیل  
 تک پہونچتا الفراہ ہا ہے۔

اک ذرہ حقیر پہ یہ بارشِ کرم  
 منھ دیکھتا ہوں رحمت پر دردگار کا

گدائیہ فارث  
 احقر تو نہ فینی دارثی۔ آزاد نگر  
 جمشد پور

# تاشرات

جناب اخسر حسین علوی الدارثی کا مشانہ دارث  
صلح بارہ بیگ

حضرت تحریر شاہ صاحب کی ذات و صفات کچھ محتاج تعارف نہیں کہ اس سلسلہ  
میں فرمائھایا جائے۔ البته ان کے کلام جو ایک سیر حاصل تبصرہ کا مقتضی ہیں ابھی عام  
نگاہوں کے سامنے نہیں آیا ہے جس پر قلم اٹھانا بھی کسی دیدہ رس کا کام ہے، مگر کیا  
کیا جائے کہ ۷

فسر عَ فَالْبَنَامِ مِنْ دِيْوَانِ زَوْنَدِ

ابا کلام جو رموز و نکاتِ معرفت سے بھر لپورا دلِ تقوف سے پر لورے۔ وضاحت  
کے لئے ایک کتاب بالاستیعاب چاہتا ہے جس میں اکثر علوی فرانی مسائلِ تقوف،  
فلسفہ حیات اور فصالح حکیمانہ کے نقش پائے جاتے ہوں، طوالت بڑھتے بخلا  
ہیں کچھ نونے پیش کر رہا ہوں جو اہل نگاہ کے رو برو، میرے اس بیان کی تائید  
کر سکیں گے۔ جیسے کہ مرتبہ انسانی کی عظمت پر قرآن ہمکیم نے آبتو امامت پیش کی ہے  
جس کو ابتداء سے آج تک ہر شاعر اپنی زبان میں پیش کرتا چلا آیا ہے۔ حضرت سعدی  
علیہ الرحمۃ نے اشارت اندیسی لہجہ میں فرمایا جس کو کوئی خود سمجھا، کوئی سمجھانے سے  
سمجا ہے

بہت قوی کن از مردِ سہر وال عشق  
 کان بار را به قوت و بہت توال کشد  
 مولوی صاحب نے جب پوری آئی اناہم فہن الامات تھی السخوان  
 قالاً لازم... الخ تلاوت غرما کر مجھے بتایا تو میں نے بھی یاد کر لیا اردو میں حضرت  
 میر قیمت علیہ الترحمہ بھی اتنا ہی اشارہ کر سکے ہے  
 جس پہ سب بارے گرانی کی  
 اُس کو یہ ناتوان اٹھا لایا  
 حضرت ابراہیم ذوق دلہوی نے بھی یہی مضمون ارشاد فرمایا ہے  
 عشق کھنگوائے ہر اک راز جناش سے بزدہ  
 بارِ صد کوہ الہم بے عمل جرم ثقیل  
 چھوٹا منہج بڑی بات اس بغرضے آئیہ امانت کی جانب ذہن رجوع نہیں  
 ہوتا، البتہ نواب بنیاد حسین دالاجا تخلص برثیریا کی دضاحت ذرا دل کو لگتی ہے ہے  
 اٹھا بار امانت اسے شریا جو بشکریں نے  
 پُشت خاک راز حق تعالیٰ کی امیں نکلی  
 اب ذرا حضرت شمس تھی شاہ صاحب کے اوصیاں مطالب پر نگاہ ڈالنے اگر  
 زبان سے داد کے بعد آہ نسلک جائے تو میرا ذرت فرمانے ہیں ہے  
 مجست کی امانت سے جو سانکھا کر لیجھے  
 اٹھانا ہی پڑا آخر کو یہ بارگواں مجھ کو  
 جسیں زاد پی سے اس شعر پر نگاہ ڈالی جائے ایک جربت الکیز مسرت ہوئی  
 ہے اور طبیعت اس کے لطف سے سیرہمیں ہوتی۔ اس لئے دوسرے مضمون کی طرف  
 رجوع ہرا جائے ہے

یوسف رہ الغفت میں مکمل تھے تھیستر

الزام محبت میں بگائے نہیں جاتے

یہ ایک جذبہ دہی بھا جس نے زلینیا کو کھینچ لیا۔ اس میں انسانی رائے کا کوئی  
وخل نہ تھا اور اس کی عقل کا کوئی سرو کار نہیں ہے ہافنا علیہ الرحمۃ نے تنوڑی سی  
وضاحت فرمائی ہے ۰

من از آن حسن روز افزول کہ یو داشت دا تم

کہ عشق از پردا عصمت بر دل آزو زلینیا را

او رحترت بکیر نے صاف صاف کہہ دیا ہے

جب لا گیں بہن کے چاؤ پچھوادھیں نہ پردا ہاؤ

یعنی جب عشق کی برسات ہونے لگتی ہے تو پردا پچھوادھی کی ہوا سے نہیں کرتی۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُ إِنَّمَا مَنْ يَشَاءُ

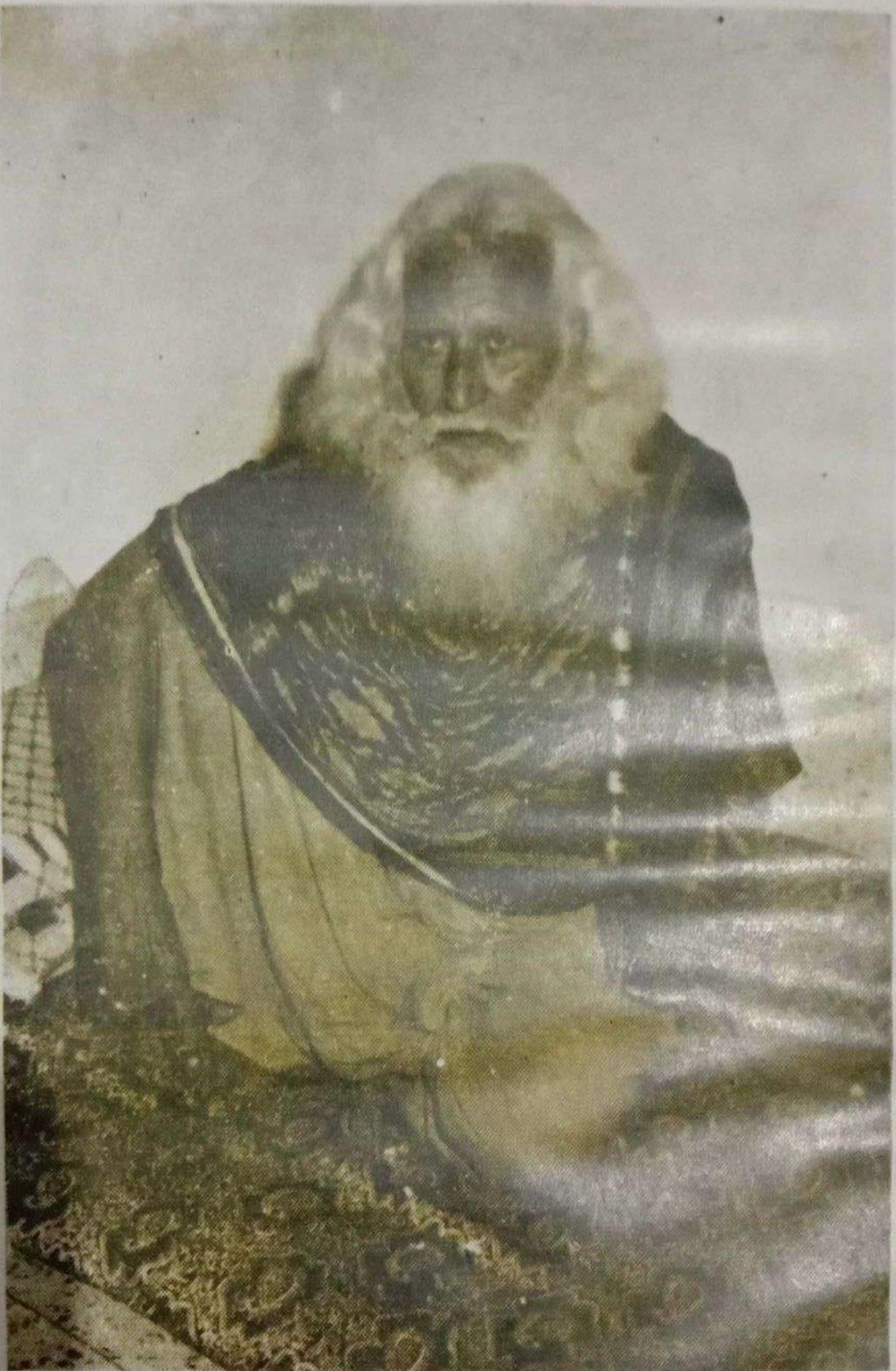
اس قبیل کے سیکڑوں اشعار اس دلوان میں پائے جاتے ہیں جن پر بکھنے کے

لئے ایک صحمند ما حول اور کسیوںی درکار ہے۔ وقت کم، فتح طویل، ساز ناساز بادل خدا

تم رکھے دیتا ہوں اور ناظرین سے التاس ہے کہ اس کلام کو ردواردی میں پڑھنے

دو خط و متر نہ حاصل ہو گی جو اس کو سمجھ کر مطالعہ کرنے سے مل سکے گی۔

گند رجاتا کوئی لمبہ جوان کی یاد سے خالی  
 ہم اُتنی زندگی کو اپنی مرگِ ناگہیاں کہتے ہیں



حضرت تھیسٹاھ دارانی

# حَمْدَ بَارِئِ تَعَالَى

حمد کے لاائق اُسی کی ذات ہے  
ذات جس کی قاضی الحاجات ہے

رحم کر اے مالک کوں و مکاں  
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کھماں

یا الٰہی ! رحم کر مجھوں ر پر  
میرے عصیاں مجھ سے مولا دو ر کر

یا الٰہی ! مجھ بہ سرِ مصطفیٰ  
ہو کرم مولا، طفیلِ مجتبیٰ

تو مجھا پنے غضب سے دے پناہ  
غفوں کر دے تجسسِ سر کے گناہ

# قطعہ

رُخ کو اپنے بروئے میار کرو  
جانب پیش روزگار کرو  
اے تختیر براۓ دیدن میار  
سال انتشار کرو

## نعت سرکار اُنات صلی اللہ علیہ وسلم

درت سے یہ دل طالب و میدار بہت ہے

یہ ہم پر کرم، آپ کا سرکار بہت ہے

ہم جسے گنہگاروں کی خخشش کا سہارا

بس تذکرہ سید ابراہم بہت ہے

پہونچا جو سر عرش بھی نعلین پہن کر

دل اُس شیر خواب کا طلبگار بہت ہے

جسکو بھی ہوئی گند خضرائی زیارت

واللہ شفاعت کا وہ حقدار بہت ہے

کعبہ کی تعظیت پر مرے دل میں مسلم

پھر بھی تو مدینہ گل و گلزار بہت ہے

مانا کتحسیر تو گنہگار ہے لیکن

خشش کے لئے احمد مختار بہت ہے

جنوں بڑھتا تو طیبہ کی زمیں کو آسمان کہتے  
کبھی عرشِ علیٰ اور کبھی ہم لا مکاں کہتے

کہیں جو رازِ کھل جاتا حدیثِ نبی نوح اللہ کا  
نہ جانے تملکو پھر کیا کیا ہم اے جاںِ جہاں کہتے

اُذل کی آن تم ٹھہرے ابد کی جان تم ٹھہرے  
نظر دالے تھیں کیسے نہ شان دو جہاں کہتے

مھارے پیر مرشگاں سے ہیں گھاٹل جو ہو جاتا  
دل مجروح کو ہم حاصل کون و مکان کہتے

گذر جاتا کوئی لمحہ جوان کی یاد سے خالی  
ہم اتنی زندگی کو اپنی مرگِ ناگہماں کہتے

میسراں کے در کی حاضری قسمت سے گہوتی  
تو اشکوں گزاریاں سے پسے دل کی استار کہتے

تختہ ہو چکے سب مرحلے طے دکاچھ کراؤں کو  
نہیں تو عمر بھر ہم ٹھوڑی کو، دو تار کو

سَامِنَآجا، مَرِي جَان، مَدِينَة دَالَّة  
بُسْ هَيْ بَهْجَة اَرِيَان، مَدِينَة دَالَّة

ہے اُدھر دا صلِّ حق، شامل مخلوق اِدھر  
یہ انوکھی ہے تری شان مَدِينَة دَالَّة

تیرے آنے ہی سے وحدت کا یہ اک بھی کھلا  
دُو سے ہے اپک کی پہچان مدینے والے

سامنے حکمِ شریعت ہے انہیں کہہ دیتا  
تو ہی سب کچھ ہے مری جان مدینے والے

کٹ کنڑا ہی تو ہے رازِ حقیقت کی نمود  
جان کر بھی ہوں میں اخبارِ مدینے والے

آپ کے در کی محبتِ اشیر بٹھا ہو نصیب  
راسہ ہو مر آسان مدینے والے

اٹھیر کو مدینے میں بُلا و آف  
ہند میں ہے یہ پر لیثان مدینے والے

آب مجھ کو بُلا لیجئے سرکارِ مدینہ  
بے چین ہوں ہر دم پئے دیدارِ مدینہ

پھر مجھ کو نہ جنت کی تمنا رہے بارب!  
اک بار اگر دیکھوں گلزارِ مدینہ

پھونچا دے الہی، بہ طفیلِ شہزادِ عالم  
پلکوں سے بہاروں درودِ دیوارِ مدینہ

اب جا کے نہ آؤں کبھی دربارِ نبی سے  
مدفن پہ رہے سائیہِ دیوارِ مدینہ

دل اپنا تحریسِ رُخ سرکار پہ صدقے  
آنکھیں ہوں مری روزِ دیوارِ مدینہ

مرا رخ الہی! ہو سوئے محمد  
زبال پر رہے گفتگوئے محمد

دہ آے لبِ بام، سلطانِ خوبال  
مزادے گئی جستجوئے محمد

قیامت میں سب لوگ ہوں پیشِ دادر  
ہر سامنے بس ہو رُوئے محمد

یہ آنکھیں ہوں محوِ جمالِ شہرِ دل  
لگر دل میں ہو آرزوئے محمد

خدا یا! تھیسر کی بس یہ ہے حضرت  
دم مرگ آنکھیں ہوں سوئے محمد

یارب زبان ہو میری شاخوانِ مصطفیٰ  
پیش نگاہ ہو رُخ تا بانِ مصطفیٰ

آنکھیں نثار، دل مرا قربانِ مصطفیٰ  
سر صدقے آن پہ جوہیں غلامانِ مصطفیٰ

منزل خود آکنے آن کے قدم چوپنے لگی  
حاصل ہوا ہے جن کو بھی عرفانِ مصطفیٰ

دُنیا میں لاکھوں جائیں مقدس اب صد خلوص  
ہوتی رہی ہیں شوق سے قربانِ مصطفیٰ

پیش خدا، بروز قیامت ہو سب ہجوم  
یارب ہو با تھے میں مرے دامانِ مصطفیٰ

ایذاً ائیں دین حبھوں نے دعا اُنکے حق تھیں کی  
کتنا عظیم تر ہے یہ احسانِ مصطفیٰ

طیس سے بردا پسی نتھیں یسر کی ہو خدا  
ترست بہون زیر سایہ دامانِ مصطفیٰ

مری آنکھیں ہوں اور تیر انظارہ یا رسول اللہ  
ہوا جاتا ہے دل اب پارہ پارہ یا رسول اللہ

جمالِ منصف، ہر ایک ذرت سے نایاں ہر  
تر اجلود ہے تھر سو آ شکا رہ یا رسول اللہ

تری چو کھٹ، مر اسرا در مر اسرا تیری چو کھٹ ہو  
یہی ہے اپنی سجنش کا سہارا یا رسول اللہ

بھجور میں کھنس گیا ہوں ہے مدد کا وقت ہے آقا  
مری کشتی کو اب دے دو سہارا یا رسول اللہ

جدھر گلشن میں دیکھا اہر طرف ہر برق سماںی  
بہاد و اپنی اب رحمت کا دھارا یا رسول اللہ

یہاں آئیں کچھ تقریر کچھ طرزِ عمل کچھ ہے  
سو ایکسے نہیں اب کوئی چارہ یا رسول اللہ

تحت سر کا کسی کے ذرہ پہ جانا غیر ممکن ہے  
تحت سر کو ہے لب سیرا سہارا یا رسول اللہ

# شجره قادریه و آرمه

یا خدا! بهر محمد مصطفی، و مرتفعه  
 هم حسین و عابد و باقر، چو جعفر مفتاد  
 کاظم و موسی رضا، معروف سقطی نامدار  
 هم جنید و شبلی و هم عبد واحد ذی وقار  
 بو آفرح هم بو الحسن هم بو سعید محترم  
 غوث اعظم، عبد الرزاق محمد ذی کرم  
 احمد و سید علی، موسی، حسن، عباس مست  
 هم بہاء الدین هم سید محمد حق پرست  
 هم جلال و هم فرید و بهر ابراهیم شاه  
 بهر ابراهیم، امان اللہ، حسین دین پناه  
 هم ہدایت، هم صمد، هم عبد الرزاق ولی  
 شاه اسماعیل و شاگرد، هم نجات اللہ سخنی  
 از پئے خادم علی هم دارث دنیا و دین  
 المدد شاہ توی، و اللدر رب العالمین

# فَطَحَاتٌ

اپنا ہی تھا حُسْن ازِل میں جو مخلوق کامانی تھا  
 ایک ہی تھا اور ایک رہے گا حُسْن و عشق کامانی تھا  
 بخوبی جیسے لاکھوں بندے بہر عشق میں ڈو گئے  
 بہر عشق میں جب ہم کو دیکھنوں دیکھنوں پانی تھا



دیکھا ان کو تصویر میں ہوں پر بات نہیں  
 آتے جاتے ہیں قریں پھر بھی ملاقوں نہیں  
 ہے اگر شوق لقا مشقِ تصویر میں لو  
 کام کی بات یہی ہے یہ خرافات نہیں



تلفظ پرٹکے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا  
 جھگڑتے رہنے سے واعظِ کوئی کامل نہیں ہوتا  
 یہ خالی ہڈیاں ہیں سما منے تیرے سکنی داں  
 جو لفڑی روح سے واقع رہے غافل نہیں ہوتا



# منقبتیں

# سلام

السلام اے داریشِ کل کائنات  
 السلام اے زینتِ موت و حیات

تیرا دامن، اور سیرا ہاتھ ہو  
 تو شر عقبی یہی بس سنا نہ ہو

جب نکیرائیں، کہیں مَنْ سَابَكَ  
میں کھوں دہ ہے کہ جس نے دل لیا

بس یہی ہے التبا، شاہِ زمَنِ  
وارثا! چشمِ کرم، برَ منَ فنگُن

روزِ محشر، یا شیرِ عالمِ کھُجُر  
ماسو ایڑے نہ کچھ آئے نظر

اے سکونِ رُوح پرَورِ السلام  
غمِ دوں کے خاص دلبرِ السلام

عشقِ تیرا ہی شیرِ دالا ربے  
یتھسیرِ تیرا متوا لا ربے

میری کشتی کے ناخدا وارث  
ساری دنیا کے رہنا وارث

یوں تو دنیا میں ہیں ہزاروں حسین  
میں نہیں جائش خوا وارث

زخم دل پر فقط شفا کے لئے  
تل رہا ہوں میں خاک پاوارث

جس جگہ اور جہاں بھی جاتا ہوں  
مجھ کو ملتا ہے نقشِ پا دارث

میں نے دل دے کے غم کو مول لیا  
میرے ہر درد کی دُوا دارث

کٹ گئیں اُس کی مشکلیں ساری  
جس نے ذل سے کہا، کہ یا دارث

جب تھیسر کی جال لبوں پہ ہو  
اپنی صورت اسے دکھا دارث

ل فقط دارث، بس خدا کی ذات ہے  
ذات ایسی ہے کہ سب کے ساتھ ہے

پوری دل کی سہر تمنا کمری  
میرے دارث! دیر کبوں اتنی کری

اپنے محبوبوں کا تجھ کو داسٹر  
صد قہ صین اب کچھ ہو عطا

ہوں سرایا پر گناہ و پڑھنا  
عفو کر دے سارے عصیاں دارث!

اپنے قدموں کی محبت کر عطا  
اب تھسیل کی یہی ہے التبا

میرے آقا دارث کا جلوہ پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے  
کبھی کھل کر چھپا کبھی چھپ کے کھلا اپر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

جو تیرے تصور میں رہ کر غافل نہ ہوا اک لمجھ بھی  
ہوتا ہے اسی کو نظارہ پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

باطل کا پردہ چاک کیا، ناپاک کو تو نے پاک کیا  
یہ لطف دعطا، یہ جود و سنا پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

تو ذرے ذرے میں ہر نہاں تو نظرے قطرے سے ہے عیال  
تو سب میں ملا، تو رب سے جدا، پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

یہ مسجد و مندر بُت خانہ، ہر جا پہ ترا ہے کاشانہ  
ہر گھر ہے ترا جلو خانہ، پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

ہم جا کے لطائفِ ستہ میں جب گھم ہوئے تبت راز کھلا  
یہ جلوہ ہے ایک ہی صورت کا، پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

جس کو بھی دکھائی تو نے جھلک، پھونچی وہ نظر پھر تابہ فٹک  
اُس جا یہ تحریر کا عالم پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

۲۳



# قطعہ

محبت میں جنوں ہونے لگا ہے  
 نظر میں اب فسوں ہونے لگا ہے  
 تھیسیر کس حکم پہنچا ہے یا رب  
 کہ اب اُس کو سکوں ہونے لگا ہے

جب تصور میں تری جلوہ گری ہوتی ہے  
 اپنی تصویر بھی، تصویر تری ہوتی ہے

ذوقِ سجدہ کبھی ہوتا نہیں پاند مقام  
 بندگی قیدِ تعین سے بُری ہوتی ہے

یوں تو بے کیف نہیں ہوتی کوئی میںے لیکن  
اے وہ میںے جوان انکھوں میں بھری ہوتی ہے

ہوش مندی تو ضروری ہے محبت میں مگر  
محرم راز فقط بخوبی ہوتی ہے

میں اگر چپا ہوں تو کے یار تارا زیر راز  
بات کہہ دل تو تری پردہ دری ہوتی ہے

اے تجھ سے جسے کہتا ہے جہاں دیوانہ  
اُس کی ہربات صداقت سے بھری ہوتی ہے

یہ صدائیں آرسی میں امری جاں اول و جگرے  
ہوئیں ختم منزلیں سب جو ملی نظر نظرے

یہ عنايتول کا عالم، ہمہ کیف زندگی ہے  
مجھے جو بھی کچھ ملا ہے وہ ملا ہے تیر دارے

میں انھیں کے نقش پا کو تو تلاش کر رہا تھا  
مری آنکھ کو بجا کر، جو ابھی گئے ادھرے

ترا حسن جبے دیکھا ہے عجیب بے خودی سی  
نہیں کوئی مجھ کو مطلب، کسی شام سے سحرے

رہ عشق کا تحریر، کبھی نام بھی نہ لینا  
وہی لٹ گیا مسافر، جو گزر گیا ادھرے

اِدھر سے اِرتباۓ مَن رائی ہوتی جاتی ہے  
اُدھر ناز دادا سے لَن ترانی ہوتی جاتی ہے

اگر دیوانہ بن جاؤں حقیقت کھول کر کھدوں  
مری ہستی حجاب درمیانی ہوتی جاتی ہے

کہیں اُول کہیں آخر کہیں ظاہر کہیں باطن  
خداوی بھی زدایی اک کہانی ہوتی جاتی ہے

کہانی زندگی کی ہے فقط دُبُول کی۔ لیکن  
نظر سے آپ کی یہ جادداوی ہوتی جاتی ہے

تھیر کو پتہ اُس نے دیا ہے کُنٹ کُنڑا کا  
نشال اُس کا ہماری بے نشانی ہوتی جاتی ہے

جھ کو دکھلا کے جمالِ رُخ تباہ تو نے  
دین و دنیا کا نہ رکھا، مجھے جانماں تو نے

کیا کوئی مجھ سے ہوا، راہِ محبت میں صور  
دور رکھا مجھے کیوں جانِ حسینا تو نے

جان و دلِ میرالیا آپ نے اے حضرتِ عشق  
گھر کا گھر میرا کیا آکے بسیا باں تو نے

جس امانت سے فرشتوں نے بھی انکار کیا  
وہ گران بار اٹھایا دلِ ناداں تو نے

یہ تحریر تپہ ہے کیا کم کرم اسے پیر مناں  
اپنے قدموں سے لگایا، شہرِ خوبیاں تو نے

حزاںِ ہستی میں تحریر کے اندر راتھا صنم  
کر دیا آکے گھرے دل میں چڑا غافل تو نے

جب تک مری ہستی میں وہ پائے نہیں جاتے  
غم ہائے بُتاں دل سے بھلائے نہیں جاتے

ساجد ہی، مسجد دہی، خود ہی مُکبر  
یہ فلسفہ، عشق برتائے نہیں جاتے

قسمت میں لکھی ہوتی ہے جب حُسن پرستی  
بن جاتے ہیں عاشق، یہ بنائے نہیں جاتے

ہوتا ہے انھیں سے رہ اُلفت میں چراغاں  
گو زخم یہ سینے کے دکھائے نہیں جاتے

جو دل رہ اُلفت میں ہوئے شہر کے منور  
ترہت پر دیئے آن کی جلائے نہیں جاتے

یوسف رہ اُلفت میں مُمکمل تھے تحریر  
المزامِ محبت میں لگائے نہیں جاتے

خواہش درید تو پوری ہوئی دیوانے کی  
اُب نہ کعبہ کی ضرورت ہے نہ تجانے کی

آج پھر آئی مرے کانوں میں آوازِ اُست  
یاد آنے لگی بھولے ہوئے افسانے کی

جان دے کر یہی سمجھا گیا پر وانہ ہمیں  
مسکِ عشق میں تبس شرط ہے جل جانے کی

اپنی بربادی کاؤں سے میں گلکہ کسیوں کرتا  
اُن کی توریت پڑانی ہے ستمڈھانے کی

اے شیخ بی بی آموز ہے پر وانہ عشق  
جل گیا پھر بھی نہ آداز ہے جل جانے کی

چلا ہے جب سے کچھ کچھ اپنی ہستی کا نشانِ محکم  
گہاں میں یادابِ اہلِ جہاں کی داستانِ محکم

بُنا نا ہے انہیں راہِ وفا کی داستانِ محکم  
بُنا نا ہے محنت کی حدود کا رارڈِ الْ محکم

لمی وہ ریگہ زرِ مجده کو نہ سنگے آستانِ محکم  
جیسی رکھنی پڑتی دیر و حرم کے درمیانِ محکم

وہیں جوشِ عقیدت نے کئے ہیں شکر کے سجدے  
کہ جب ہر سو لظاً یا کسی کا آستانِ محکم

محنت کی امانت سے جو سب انکار کر ملیئے  
اُنھا ناہی پڑا آخر کو یہ بارگرِ الْ محکم

خبر اس کی تھیں اے جاں اکھیاں ہے  
یہ دنیا جلوہ گاہِ عَشاقاں ہے

محبت میں جو بُر بادِ جہاں ہے  
وہی تو درحقیقت کامراں ہے

سُن اے مسجدِ مندر کے پچاری  
خدا دیر دِ حَمَم کے درمیال ہے

چمن میں کب میں آیا، ہائے افسوس  
بھاریں جا حکیں، وقتِ خزان ہے

تمہم لب پر اور شکنیں جبیں پر  
یہ وعدہ ہاں نہیں کے درمیاں ہے

قدم جب پھنس گیا دام بلا میں  
نیسرا بودا نہ اب کہاں ہے

تھیسیر نے وہیں پھونپا دیا ہے  
جہاں پر جل کے انساں بے زبان ہے

جان کھنچ کر بلوں پہ آئی ہے  
آکے یہ وقتِ رُونائی ہے

سامنے ہے، مگر کلام نہیں  
یہ انوکھی ترسی خداوی ہے

حبل کے کہتا ہے تیرا دیوانہ  
اگ تو نے ہی تو لگائی ہے

یوشن کا مُتّیع ، مسام جہاں  
عشق فرمان کسریاں ہے

اپنی ہستی بھی ایک پردہ ہے  
بات آپ کچھ سمجھ میں آئی ہے

برزخ یار ہی تو سب کچھ ہے  
میرے شزادیک یہ خدا ہی ہے

ہو ٹھسٹر ہے بھی لگاہ کرم  
میرے دارث ، تری دہائی ہے

رہبر کہیں ہوا رہرو پیر مساں کہیں  
رہنکہیں ہوا دہریں شغلِ بتاں کہیں

جو رو ستم قواتے کر د جس کو سہیکوں  
کھل جائے خبیط غم سے نہیری زبان کہیں

ہر ہر قدم سنبھل کے چلو اس جہان میں  
ڈر ہے کہ تم پر گرنہ پڑے آسمان کہیں

ہیتاب ہوں میں کشمکشِ زندگی سے آج  
ہنخ سے نکلنہ جائے تری و اسماں کہیں

ہمراز اُس کا، اد رختیہ بقیدِ ہوش  
ہوتا ہے ہوش من کیئی راز دال کہیں

دل وہ برباد محبت جس دل میں غم یا نہیں  
ہے وہ کم بخت جسے عشق کا آزار نہیں

کہتا پھرتا ہے زمانے میں ترا دیوانہ  
ماسو میرے، ترا کوی طلب گار نہیں

سچ تو یہ ہے تری دُز دیدہ لگاہی کی قسم  
زہد بے کار ہے حاصل جسے دیدار نہیں

کیا سمجھتے نہ لائک جو کیا ستح انکار  
اس قدر بار محبت تو گمراہ بال بار نہیں

اب تحسیس پہ بھی اک بار کرم کی نظر  
کہ تحسیس رسانے مانے میں گنگانہ نہیں

جب سا منے ہونگے جلوے ترے لظا رسول کا عالم کیا ہوگا  
جب گیان کی کھنچی سُلیجھی گی، آگیا نوں کا عالم کیا ہوگا

دردیدہ بُنگاہی سے تیری، مد ہوش ہوئے سب اہل خرد  
تو آنکھ اٹھا کر دیکھے ادھر دیو انوں کا عالم کیا ہوگا

سُنئے ہیں کتابِ عشق وہاں رُک رک کے پڑھائی جاتی ہے  
تو سامنے گمراہ آجائے صنم، بیماروں کا عالم کیا ہوگا

قریبان کیا سر کو اپنے، ہر نوں فی رسُولِ عربی پر  
حیوانوں کا صب یہ عالم ہے انسانوں کا عالم کیا ہوگا

بے پئے خمار وہ طاری ہے کہ جان وتن کا ہوش نہیں  
جب سامنے جام آئے گاترا مینواروں کا عالم کیا ہوگا

کہنے کو تخت سیر بھید اس کا کچھ کہہ نہ سکے، کچھ کہہ بھی سکے  
نا دیدہ کا جب یہ عالم ہے بیناؤں کا عالم کیا ہوگا

مری جستجو، مری آرزو، بحمد امتحان رے سوانہیں  
و سے سلوک ارب کے بگڑا دے مجھے کوئی اس کا گلاغہ نہیں

جہاں تیرے نقش قدم ملتے ہو اسجدہ ریز و ہیں یہ مر  
یہ کرم ترا ہے کہ سر مر اکھیں اور جا کے جھکا نہیں

لے بام آگیا جب کبھی امرے دل نے اُس سے یہی اکھ  
تو ذرا تھہر کہ میں دیکھ لوں، مرادل تو ابھی بھرا نہیں

نہ وہ جسم، جسم لطیف ہے نہ وہ آنکھ قابلِ دید ہے  
نہ وہ سر رہا کسی کام کا، دَرِ یار پر جو جھکا نہیں

یہ مکالِ پردہ ہے اسے صنم، مجھے اپنا پردہ بنالیا  
تراسائھے ہو تا ہے ہر گھری، لگر آج تک ٹولیا نہیں

ہو کرم تھیز زار پر ہے پڑا ہوا دَرِ یار پر  
کہ جہاں بھریں ترے سوا کوئی اور اس کا خدا نہیں

نہ گئے، خفته زمانہ ہو گیا  
تم جو آئے حشر برپا ہو گیا

عاشقی کے کھیل کو مت نہ چھوڑ  
خود تماشائی تماشا ہو گیا

تم نکھلے جب خاموش تو کچھ بھی نہ بتا  
مکن "کہاں تو راز افشا ہو گیا

کیا مری مسیتی میں وہ روپوش ہو  
مچھ کو خود پر اُس کا دھوکا ہو گیا

آتے جاتے ہیں تجھیں سر دل میں وہ  
دل مرا اب رشکِ کعبا ہو گیا

دِل کو بیٹھے بٹھائے یہ کپا ہو گیا  
خود ہے خود مُستلاٰئے بلا ہو گیا

ابتلا یں وہیں سے شروع ہو گئیں  
جب سے اقرار قالوں کی ہو گیا

آج انھیں دیکھ کر خود جب چھو گئی  
خُنِ محبوب اب حق من ہو گیا

دِل محبت میں کچھ اپساتڑ پا کر نہیں  
مضطرب خود ہرا، نا خدا ہو گیا

لب ہیں خاموش، صورتِ حیث علیٰ  
آج تیرے تحریر سر کو کبا ہو گیا

گھبہ دا لے حرم یار لئے بیٹھے ہیں  
ہم فقط آپ کو سرکار لے بیٹھے ہیں

شخ صاحب کو مبارک رہے محراب حرم  
ہم ترے ابر و نغم دار لئے بیٹھے ہیں

ڈال دے ایک نشری بنی مسحائی کی  
تیرے عاشق دل بسوار لئے بیٹھے ہیں

زاہدوں تم کو مبارک ہوں حرم کے سجدہ  
ہم جسیں میں قدم یار لئے بیٹھے ہیں

اک تحریر ہی پہ موقع نہیں خوشید  
سکڑوں حسرت دیدار لئے بیٹھے ہیں

کوئین میں تیرے ہیں طلب گار ہزاروں  
گھر بیٹھ کیا کرتے ہیں دیدار ہزاروں

ساقی نے پلائی مئے وحدت ہی کچھ اسی  
ہیں آج تک مستی میں مئے خوار ہزاروں

دیکھی ہے جہاں بھی ترے کھڑے کی تخلیٰ  
توڑے ہیں اسی وقت میں زناہ ہزاروں

اللہ جائے جو قسمت سے لقاب شرخوبان  
ہونے لگیں صدقے، ابھی ان غیار ہزاروں

طیبہ میں شا اپنے تھیر کو ملا لو  
فرقت کے ہیں طوفان میں منجد صار ہزاروں

دم بدم آتے ہیں، آتے جائیے  
مری رگ میں ساتے جائیے

من رانی کی طلب پر حبان من  
لئن ترانی تو سنا تے جائیے

جانے والے جاتے جانے پھر ذرا  
چیزہ انور دکھاتے جائیے

صد قہ خون شہید اں پھر ہمیں  
اپنا دیوانہ بناتے جائیے

اب تختیسر پر گرا کر بجلیاں  
گھر کو دیرانہ بناتے جائیے

پائے دارث پہ جو فدا ہو جائے  
وہ خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے

اُس کی منزل کا پوچھنا کیا ہے  
خود خدا جس کا رہنا ہو جائے

گر بھیں آئیں وہ سیر محشر  
حضریں حشر اک بپا ہو جائے

وہ تصور میں مسکرا دیں، اگر  
دل لگانے کا تکملا ہو جائے

شفل دکھلادے تو تھی ستر، کو  
اب کرم شیرا ناخدا ہو جائے

اُس کا مسکن نہ تو کعبہ ہے نہ مبتکانہ ہے  
اپنی ہستی ہی فقط منزلِ جانا نہ ہے

تم نہ بستی اسے سمجھو انہ یہ دیر انہ ہے  
اپنے پیلوں میں جو چھوٹا سا صنم خانہ ہے

کل وہاں روزِ ازل میں جو سنا تھا نعمت  
منتظر آج بھی اُس کا دلِ دیوانہ ہے

کھل گئی آنکھ، اگر بند ہوئی چشمِ حیات  
زندگی ایک بہت چھوٹا سا افسانہ ہے

دین و دُنیا میں تختیسیر کو سکوں مل جائے  
کاش تو کہہ دے تختیسیر مرادیوانہ ہے

خواہش بہار کی ہو، نہ خوفِ خزان رہے  
میری جیسیں کے ساتھ، ترا آستاں رہے

ہر لمحہ نامِ یار کا وردِ نہ بال رہے  
ہر دمِ خیالِ صورت پیرِ مناں رہے

بر بادیوں پہ میری جو شادیاں رہے  
ایسا مٹا دے مجھکو، نہ نام و نشاں رہے

دیر و حرم ہو، یا ہو کلیسا، کہ بُت کرہ  
دیکھا کئے تھیں کو فقط ہم بھاں رہے

اچھا کیا کہ شاخ نشین جلا دیا  
اتنا ذرا بتا کہ تھیں کہ کہاں رہے

جب سمجھی اُن کی بات ہوتی ہے  
وَ جد میں کائنات ہوتی ہے

اُن کی آنکھوں میں ایسا جادو ہے  
جن کو دیکھے نجات ہوتی ہے

خاک میں بیل کے اُس نے مجھ سے کہا  
موت بھی ایک حیات ہوتی ہے

کہہ گیا مجھ سے ایک دیوار اونہ  
ہر صفت مرٹ کے ذات ہوتی ہے

سر تختیسیر کا پائے یار پہنچے ہے  
ہر گھر ڈی اب صلوuat ہوتی ہے

جب تختیسیر کو پائے یار ملا  
ہر جگہ اُس کی بات ہوتی ہے

وہ نہ سر بان، ہوا جاتا ہے  
کیوں پریشان، ہوا جاتا ہے

دیکھ کر اُس بُت کا فر کا جمال  
کُفر ایمان، ہوا جاتا ہے

کبھی کھلتے ہیں کبھی پھیپتے ہیں  
دل پریشان ہوا جاتا ہے

ویکھ کر مصحتِ عارض ان کا  
یادِ قدر آن ہوا جاتا ہے

خون بہتا کر کے تنائی کا  
کیسا انجان ہوا جاتا ہے

رَاس آیا جو تختیہ کو جنوں  
اُن کا غیر فان ہوا جاتا ہے

رہی یونہی نامکمل امرے عشق کی کہانی  
کبھی کھل کر پھپٹ گئے وہ کبھی گفت لئے تو ایغ

ہو بلند میرا اختر، ترا در ہوا اور میرا سر  
ہے دُعا د رہے ہمیشہ ترے حُسن کی جوانی

وہ نکل کے گھر سے اپنے مر گھر میں بھی جاتے  
جو زبان سے میری سنتے امی دکھ بھری کہانی

یہ عجیب فلسفہ ہے، وہ عاشقی کا یار و  
کارا دھر سے ربت ارنی تو ادھر سے لئے تو ایغ

غم دوست کا عطیہ ہے مر اسخن تحریر  
مرا ایک ایک مرصع ہے اُسی کی ترجانی

دہ مزا آیا ہے ساقی ترے پہیانے میں  
اب تو ہی تو نظر آنے لگا میخانے میں

مُر مگیں آنکھ تری ناز بھری جس پہ پڑی  
اُس کو گاشن نظر آنے لگا دیرانے میں

داعظا! اُس کی تحلی نہیں پا بندر مقام  
وہ کبھی کبھی میں چپکا کبھی بُختانے میں

راہ بستی میں جھپٹیں راس جنول آجائے  
دہ کبھی آتے نہیں عقل کے بہکانے میں

اے تختی سر حرم دیر کے جھگڑیں سے نکل  
کہ تخلی نظر آنے لگے دیرانے میں

رُوحِ آدم بولتا اک ساز ہے  
فَاسْجُدْ وَا أَسْكُنْ تُوهِي آواز ہے

جب کے میرے ساتھ وہ دم ساز ہے  
ساتھ تب سے جہاںِ را بز ہے

جس کو دُنیا کہتی انہد ساز ہے  
وہ تو میرے یار کی آواز ہے

اصل میں بانگِ تحریر ہے کھماں  
یہ تو واعظِ دُور کی آواز ہے

تری یاد میں جو کہ سوتا نہیں ہے  
وہ پاتا ہے، پاتا ہے کھوتا نہیں ہے

رہ عشق کا وہ ہے انسان ناقص  
تری یاد میں، جو کہ روتا نہیں ہے

نہیں ہے وہ ہرگز ندامت کا آنسو  
جو دارغِ معاصی کو دھوتا نہیں ہے

لیقیں ہے تری ذات کا اس سببے  
جو میں چاہتا ہوں، وہ ہوتا نہیں مے

تحمیش کو ملتے میں وہ اُس جگہ پر  
جہساں پر کوئی غیر ہوتا نہیں ہے

پیر مغل کا ذکر ہی سب سے اچھا لکھتا ہے  
مل جائیں گے مجھ میں وہ آکر، ایسا لکھتا ہے

ایسی ادا سے دلکھا ہے میں میری طریقہ کار  
قطرہ بن جائے گا دریا، ایسا لکھتا ہے

اپنا تحریر جب سے ہوا ہے نظارے نیں گم  
تب سے داعظ یا مرائب پر پردہ لکھتا ہے

دل بھی لیا، ایاں بھی لیا اور گھر دیر کیا  
کیسا بھر اگھرا پنا تھا، اب صحراء لکھتا ہے

عالم حیرت میں تھا تحریر کہہ گیا دیوانہ  
وشنع کا رُتبہ، ہر منزل سے اعلیٰ لکھتا ہے

ہر دل میں فقط و آرٹ کے لئے کاشانہ بنایا جاتا ہے  
ہر گھر میں تری طاعت کے لئے بُت خانہ بنایا جاتا ہے

کہیں کھل کے چھپے ہیں جھپکے کھلے کچھ کہہ ہی گئے کچھ نہ سکے  
یوں مہم مہم با توں کا افسانہ بنایا جاتا ہے

اس صورت میں اک مورت ہے، اس مورت میں اک صورت ہے  
اس صورت مورت کی خاطر، بُت خانہ بنایا جاتا ہے

بن دیکھ سجدہ جو بھی کرنے دیں شخ اُسے مومن کا نقب  
جو دیکھ کے سجدہ کرتا ہے کیا کیا نہ بتایا جاتا ہے

دُنیا کی الٹی چال یہی، صد حیث تحریر ہوتی ہے  
ہر واقعہ را ز حقیقت کو دیوانہ بتایا جاتا ہے

عمر در پر ترے گزاری ہے  
یہ محبت کی دضداری ہے

مر کے چھوٹا نہیں دُر جاناں  
اُن کی قسیع اب بھی جاری ہے

آتشِ عشق کی کرامت دکھی  
دل جلا پھر بھی اشک جاری ہے

ہیں حسین اس جہان میں لاکھوں  
اُن کی صورت سجنوں سے پیاری ہے

موت ظالم نہ اُن تلک پہنچے  
لمحہ موت سب پہ بھاری ہے

قیس دنرہاد پاگئے منزل  
وہ تو پہنچے بہاری باری ہے

کہہ گہا مجھ سے ایک دیوانہ  
اُن کو مرغوب آہ دناری ہے

تبراصفَ سے آتی ہے یہ صدا  
پیاس آسودگی سے پیاری ہے

خود تحریر سے محو نظرارہ  
خود تحریر اسی پرده داری ہے

## قطعہ کم

یہ حقیقت کی ساری بستی ہے  
گرنہ سمجھے تو اپنی بستی ہے  
اے تحریر بچشم دل دیکھو  
اپنی بستی خدا کی بستی ہے

اے دل بیتہ را زندہ باد  
کر لے رُخ سُوئے یار زندہ باد

ہوش میں بھی ہو مجھ کعبے ہوشی  
سنجش دے وہ خمار زندہ باد

جو اڑے گرد کاروانِ حباز  
مجھ کو کروہ غبار زندہ باد

تو نے لاکھوں کے گھر کئے بر باد  
اے ستگر شوار زندہ باد

میں نے مر کر بھی تجھ کو یاد کیا  
میر سکر نادان یار زندہ باد

ٹوے چمن ہٹا کے جان جہاں  
کرد یا بے فت رار زندہ باد

میرا دل میری جان ہوش و خرد  
سب ہیں تجھ پر نشار زندہ باد

تجھ کو دل دے کے غم کو مول لیا  
میرے غم کی بہار زندہ باد

بُردم دا پسیں تھیں سر ہے  
سانے تو ہو یار زندہ باد

## قطعہ

حوالہ دیکھ مشت خاکی کا  
بار اُنفت اٹھا لیا اُس نے  
اے تھیر جو کام تھا دشوار  
اُس کو آسائیں بنالیا اُس نے

دِل میں بس دُرد و غم رہ گئے  
اب کرم ہی کرم رہ گئے

لطف اندر ورز، سارا جہاں  
جان دینے کو ہم زرہ گئے

منزل یار پانے کو بس  
صرف دو آئی قدم زرہ کئے

اب تو داعظ کی تقریر میں  
قصہ جام و جنم رہ گئے

اب تجیسہ، محنت کھاں  
ذکر دیر و حسرہ مزہ گئے

# مرحبا جاناں عالم!

مرحبا جاناں عالم      مرحبا سلطانِ عالم  
 مرحبا اے جاں عالم      بھروسے اب دامن عالم

مرحبا، جاں عالم

ذرتے ذرتے سے عیاں ہو      اور ہر شے میں نہیاں ہو  
 شان کیا مجھ سے بیاں ہو      آسپ ہی تو گُن نکاں ہو

مرحبا، جاناں عالم

عشق کی دھڑکن تھیں ہو      حُسن کی چامن تھیں ہو  
 جلوہ ایمیں تھیں ہو      کہنے والے کرن تھیں ہو

مرحبا، جاناں عالم

اپنی خواہش من رائی      قلت یارب لئن ترانی  
 اور سنوں تیری زبانی      کیفیت میں ہو جاؤں فانی

مرحبا، جاناں عالم

وَارِثٌ هُرْد وَجَهَانٌ هُوَ مَا لَكَ كُونٌ وَمَكَانٌ هُوَ  
نُوسٌ هُرْانْشٌ جَاهٌ هُوَ وَصْفٌ كَيَا تِيرَا بَيَا هُوَ  
مَرْحَبَا، جَانَانِ عَالَمِ

ہم گھنے گاروں کے وارث اپنے لاچاروں کے وارث  
آپ مسکینوں کے وارث آپ مجبوروں کے وارث

مَرْحَبَا، جَانَانِ عَالَمِ

ہم کو تیرا آسراء ہے شاہِ شاہان تو شہلے ہے  
کون اس بیتیرے ہوا ہے تو بھی بس حق نا ہے

مَرْحَبَا، جَانَانِ عَالَمِ

آپ کے در کا گدا ہوں سخت عاجز بے نوا ہوں  
کمل جہاں سے یئں برا ہوں تیرے ہی در پر پڑا ہوں

مَرْحَبَا، جَانَانِ عَالَمِ

اب ہی دستی ہے آقا سُونی ہر بستی ہے آقا  
خستہ ہر بستی ہے آقا چار سو پستی ہے آقا

مَرْحَبَا، جَانَانِ عَالَمِ

اب تھیسر کو ملاؤ اپنے قدموں سے لگاؤ  
خواب میں صورت دکھاؤ اے مسیحا جلد آؤ

مرحبا، جانانِ عالم

ہے کرم تیرا سمجھی پر جنتیا ہوں تیری خوشی یہ  
ہو کرم اب بے بسی پر اس تھیسر دارثی پر

مرحبا جانانِ عالم

مرحبا سلطانِ عالم

ملنے کا پتھر

تھیسر شاہ وَارثی رین پسیر "نیز و آستانہ وارثی

دیوبنی مشریع بارہ بنکی

# سَلَامٌ بِحُضُورِ سَرورِ كائِناتٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا نَبِي سَلَامٌ عَلَيْكَ

نَمْ هِي سَلَطَانٌ جَهَانٌ هُوَ دَارُثٌ هَرَاثُ جَاهٌ هُوَ  
مَالِكٌ هَرَائِسٌ وَآلٌ هُوَ رَازِدَارٌ كُنْ فَكَاهٌ هُوَ

يَا نَبِي سَلَامٌ عَلَيْكَ

رَحْبَتْرَا الْعَالَمِينَ هُوَ عَرْشٌ كَمَسَندٌ لِشِينٍ هُوَ  
نَمْ هِي خَتْمُ الْمُرْسَلِينَ هُوَ زَيْنَتْ لَوْجٌ جَبَّينَ هُوَ

يَا نَبِي سَلَامٌ عَلَيْكَ

ابْتَخَيْسَرَ كَوْ بَلَادُ رَوْضَةُ الْمُهَرَّدِ كَهَادُ

اپنے قدموں سے گھاؤ اپنا دیوانہ بناؤ

يَا نَبِي سَلَامٌ عَلَيْكَ

# چادر

یہ چادر بہ شان مُعلَّا بنے گی  
دریار پر یہ مجھے بنے گی

چلو میکشو! آج دارث کے در پر  
نظر ان کی غم کا مدا وابشے گی

محبت کے عالم میں مر جانے والا  
تھارے لئے یہ سیحابنے گی

جو سمجھے گی لاکھوں قلندر بنیں گے  
جو پھیلے گی رحمت کا دریا بنے گی

شہنشاہ دارث کے روپے پھر پڑھ کر  
تخت سر کی نخشش کا حسلا بنے گی

